Fikr-o-Nasar (Islamabad) 2:8 (1965)

أفكار

'' فکر و نظر '' کے نومبر - دسمبر ۱۹۶۴ء کے شمارے میں مولانا محمد ادریس صاحب نے ڈاکٹر فضل الرحمن کے ایک مضمون '' تصور سنت '' کے بارے میں اپنے کچھ اشکالات پیش فرمائے تھے اور ڈاکٹر صاحب سے ان کے جوابات چاھے تھے۔ مولانا موصوف کے ارشاد کی تعمیل میں ڈاکٹر صاحب کا جواب اسی شمارے میں شائع ہو رہا ہے ، لیکن '' فکر و نظر '' کا وہ شمارہ جس میں مولانا محمد ادریس صاحب کے یہ اشکالات چھپے ہیں۔ جیسے ھی ھمارے محترم بزرگ مولانا تمنا عمادی صاحب کے پاس چاٹگام پہنچا ، انھوں نے از خود ان کے بارے میں اپنے طویل مضمون کی پہلی قسط اشاعت کے لئے بھیج دی ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب کے جواب کے ساتھ ساتھ مولانا عمادی صاحب کے مضامین کا یہ سلسلہ بھی نذر قارئین ہے۔
(مدیر)

* * *

مولانا محمد ادریس صاحب کا پہلا سوال یہ ہے۔

'' سنت نبوی '' اور '' سنت رسول '' کی ایسی جامع و مانع تعریف فرمادیجئے۔ جو سنت رسول کے جملہ مصادیق پر حاوی ہو اور ماسوئ سنت رسول اور کسی کی سنت پر صادق نہ آئے۔

جواب — لفظ '' سنت '' کے لفظی اور لغوی معنی کی بحث سے مولانا نے منع فرمایا ہے مگر اتنا تو کہنے کی اجازت ملنی چاہئے کہ '' سنت '' کے معنی

راستے اور طریق کے ھیں - انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و سنتی- یا علیکم بسنتی و سنت الخلفاء الراشدین من بعدی - پہلی حدیث میں فیکم کا لفظ بتا رہا ھے کہ جس طرح قرآن مجید فی صدور الذین اوتوا العلم ھے اور ھر مسلم گھر میں مصاحف کی شکل میں موجود ھے ' اسی طرح '' سنتی '' بھی ھر صحابی کے عمل درآمد میں تھی اور ھر گھر میں تھی- اسی لئے دوسری حدیث میں '' سنتی '' کے بعد واؤ تفسیری سے بتادیا کہ '' سنتی '' وھی ھے ' جو سنت الخلفاء الراشدین من بعدی ھوگی - راستہ اگرچہ مضاف ھے رسول ص اور خلفائے راشدین کی طرف - مگر یہ مراد نہیں کہ جس راستے پر صرف رسول ص ھی تنہا چلے ھوں اور اپنے اپنے وقت میں خلفاء چلے ھوں - راستہ تو عام ھے - سارے صحابہ پہلے رسول ص کے پیچھے پیچھے اسی راستے پر چلتے رھے- پھر ھر خلیفہ کے پیچھے ان کے عہد خلافت میں سارے مومنین اسی راستے پر چلتے رھے - سنت یعنی راستے کی اضافت فقط قائدین کی طرف کی گئی ھے - مقتدیوں کو اس اضافت میں لفظاً و ذکراً شامل کرنے کی ضرورت نہ تھی تاکہ دوسرے لوگ سمجھیں کہ ھمیں اپنے مقتدا کے پیچھے پیچھے ھی چلنا ھے - راہ تو سب مومنین کی ھے مگر سارے مومنین اپنے ایک مقتدا کے ساتھ مقتدی ھی کی حیثیت سے رھیں گے - اسی لئے قرآن مجید میں اسی راستے کو جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنتی و سنت الخلفاء الراشدین فرمایا ھے - قرآن مجید نے اسے سبیل المومنین سے تعبیر کیا ھے -

ومن یبتغ غیر سبیل المومنین نولی ماتولی و نصلہ جھنم و ساءت مصیراً (اور جس نے سبیل المومنین کے سوا کوئی دوسری راہ اختیار کی تو جدھر اس نے رخ کیا ھے - ھم اس طرح منہ پھیرے چھوڑ دیتے ھیں اور قیامت کے دن حساب کتاب کے بعد اس کو جھنم میں جھونک دیں گے اور یہ بہت ھی برا ٹھکانا ھے -)

اس تمہید کے بعد اصل سوال کا جواب سنئے :-

دین نام ھے چار چیزوں کے مجموعے کا - عقائد و عبادات اور اخلاق و معاملات - پہلے دونوں دینِ لذاتہ ھیں اور دوسرے دونوں دینِ لغیرہ ھیں -

ابتغاء لمرضاۃ اللہ کی نیت سے حسن اخلاق و حسن معاملات اختیار کرنا بھی دین ھی میں شامل ھے - ان چاروں فرائض کے مامور اول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے' آپ ص نے ان چاروں فرائض کے ادا کرنے کا جو عملی طریقہ اختیار فرمایا اور پھر جو جو خوش قسمت آپ ص پر ایمان لاتے گئے ' اسی راستے پر آپ ان کو اپنے پیچھے پیچھے چلاتے رھے - اور اسی طرح ایک دینی عمل درآمد کا طریقہ قائم ھوگیا - اس طریقے کا نام سنت نبویہ ھے - اسی کا نام سبیل المومنین ھے - خلفاء راشدین بھی چونکہ خلیفہ رسول اللہ کی حیثیت سے امت کی قیادت کریں گے - اس لئے ان کی سنت بھی ھوئی تو وھی سنت نبویہ ' مگر اس کی نسبت ان کی طرف کی گئی - مگر در حقیقت وہ سنت نبوی ھی ھے - مختصر الفاظ میں یوں سمجھئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دینی عمل درآمد کا جو طریقہ قائم فرمایا اور جس پر تمام صحابہ کا عمل درآمد رھا - اسی کا نام سنت نبویہ ھے - اور اسی کو قرآن مجید میں سبیل المومنین فرمایا گیا ھے -

بشری امیال و عواطف کے ماتحت جو کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا' یا خلفائے راشدین نے کیا' وہ سنت نہیں ھے' سنت وھی ھے - جو دینی حیثیت رکھتی ھے - جس کا حکم آنحضرت صلعم نے فرمایا ھو - یا بخیال تعلیم یا ترغیب صحابہ کے سامنے کیا ھو - اگر کسی دوسرے نے کوئی دینی کام آنحضرت صلعم کے سامنے کیا ھو اور آپ ص نے دیکھنے کے باوجود صرف سکوت اختیار فرمایا ھو تو سنت نہیں ھے - آپ نے اس فعل کے مباح ھونے کی وجہ سے سکوت فرمایا - اگر آپ ص نے پسندیدگی کا اظہار فرمایا تو اس سے ترغیب ثابت ھوئی - اس لئے وہ سنت ھے - غایت سے غایت پہلی قسم کی تقریر کو مباح سنی کہہ سکتے ھیں کہ اس فعل کو مباح سمجھنا مسنون ھے - اور احکام قرآنی کی بجا آوری کا جو طریقہ آپ نے معین فرمادیا ھے' وہ سنت مفروضہ ھے - کسی اور طریقے سے ان فرائض کو ادا کرنا جائز نہیں -

رسول اللہ صلعم اور خلیفہ رسول ص کے سوا کسی اور کی سنت کا اتباع اسی شرط پر جائز ھے اگر وہ متبع سنت رسول ھے - یعنی ھم اس کی سنت کا اتباع کرکے در حقیقت سنت رسول کا اتباع کرتے ھیں - کسی اور کی سنت کا اتباع دینی حیثیت سے ثواب یا برکت یا ابتغاء مرضاۃ اللہ کی امید پر جائز نہیں -

واتبع سبیل من اناب الی سے وهی لوگ مراد هیں ، جن کی انابت الی الله بدلیل قطعی معلوم هو - اور وه انبیاء و مرسلین کے بعد صرف السابقون الاولون من المهاجرین و الانصار هیں اور انهی کے اجماع پر رضائے الهی موقوف هے - سبیل المومنین میں بهی الف لام عهد کا هے اور وهی مومنین مراد هیں، جن کے ایمان کو قرآن مجید میں معیاری ایمان قرار دے کر فرمایا هے - فان آمنوا بمثل ما آمنتم به فقد اهتدوا - (اےاصحاب رسول) اگر یه (اهل کتاب) تمهارے هی ایمان جیسا ایمان لے آئے تو (سمجهو که) هدایت یافته هوئے - اور عام صحابه میں یقیناً السابقون الاولون کا درجه بهت بلند هے - اس لئے که وه متبوع هیں اور بعد والے تابع اور بصورت اختلاف متبوعین کی سنت تابعین پر مقدم هوگی -

یه هے میرے نزدیک سنت کا صحیح مفهوم جسے میں نے مختصراً بیان کرنے کی کوشش کی -

مولانا کا دوسرا سوال یه هے :-

آپ (ڈاکٹر صاحب) فرماتے هیں :

(۱) ''سنت رسول کا نظریه ایک کارفرما اور عملی تصور تها جو آغاز اسلام سے هی موجود تها اور هر دور میں علی حاله قائم رها '' - (میرا کهنا یه هے که وه هر دور میں کهاں قائم رها وه تو دوسری صدی هی سے بگڑنے لگا تها) -

(۲) '' مجموعه سنن جو آنحضرت صلعم نے چهوڑا، وه مقدار میں کچهزیاده نه تها اور نه وه کچه ایسا تها جسے بالکلیه صریح اور واضح کها جاسکے -''

مولانا تحریر فرماتے هیں اور بظاهر بجا فرماتے هیں که '' ایک کار فرما اور عملی تصور جو هر دور میں علی حاله قائم رها هو، یه کیسے ممکن هے که وه صریح اور واضح نه هو - اقتباس سابق میں آپ فرما چکے هیں که '' امت مسلمه کی سنت رسول الله کی سنت پر مبنی اور اس سے ماخوذ تهی ''- جو مجموعه سنن خود صریح اور واضح نه هو ، وه مبنیٰ اور ماخذ کیسے بن سکتا هے - از راه کرم اس تضاد کو دور فرمائیے -''

اب میری عرض یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب کی عبارت کے دو ٹکڑے ہیں ، جس کو خود مولانا نے دو نمبروں میں تقسیم کیا ہے ۔ پہلے ٹکڑے میں '' سنت رسول '' کا ذکر ہے اور دوسرے ٹکڑے میں '' مجموعہ سنن '' کا ۔ اس کے بعد مولانا نے جو عبارت نقل کی ہے ، اس میں '' امت مسلمہ کی سنت '' اور '' رسول کی سنت '' کا ذکر ہے ۔ '' سنت '' سے مراد تو وہی سنت ہے ، جس کی تعریف میں اوپر کرچکا ہوں یعنی دینی عمل درآمد ، دینی دستور ۔ اور مجموعہ سنن سے مراد ذخائر حادیث ہیں، جو راویان احادیث روایت کرتے رہے ، اور پھر جامعین نے ان کو اپنے دفاتر میں جمع کرلیا ۔ '' مجموعہ '' کا لفظ اور پھر '' سنن '' بصیغہ جمع صاف بتا رہا ہے، کہ مجموعہ کسی محسوس چیز کے افراد یکجا شدہ ہی کو کہتے ہیں : اور جمع اسی کو کہتے ہیں جس کے ماتحت بہت سے افراد ہوں ۔ سنت رسول کی حیثیت دین اللہ کی ہے ۔ دین میں بیسیوں چیزیں ہیں : ان کی وجہ سے آپ ادیان اللہ نہیں کہہ سکتے ۔ اس طرح سنت رسول ہے ۔ جب دین اللہ کی عملی حیثیت جو بطور عمل درآمد رسول ص نے پوری امت میں جاری کردی تھی ، اسی کے ماتحت بہت سی چیزیں ضرور ہیں ، مگر ان کی وجہ سے آپ سنت رسول کو سنن رسول نہیں کہہ سکتے ۔

اس لئے سنت رسول اور چیز ہے اور مجموعہ سنن اور چیز ۔ ڈاکٹر صاحب

نے مجموعہ سنن کے متعلق کہا ہے کہ آنحضرت صلعم نے مقدار میں کچھ زیادہ نہیں چھوڑا تھا ۔ یعنی دین کی جو ضروری باتیں تھیں وہ صحابہ کو یاد تھیں ۔ لیکن نہ آنحضرت صلعم کی ہر بات ہر صحابی کو معلوم تھی اور نہ آپ ص کے ہر عمل کا ہر صحابی کو علم تھا ۔ اسی طرح ڈاکٹر صاحب نے مجموعہ سنن ہی کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ '' نہ ہی وہ کچھ ایسا تھا جسے بالکلیہ صریح اور واضح کہا جاسکے '' یہ بات سنت رسول کے متعلق نہیں لکھی ۔ میں یہاں یہ عرض کروں گا کہ ڈاکٹر صاحب نے تو بہت قلم سنبھال کر لکھا ہے ۔ ورنہ اگر وہ یہ لکھتے کہ مجموعہ سنن تو بڑی حد تک غیرصریح اور غیر واضح ہے، تو غلط نہ لکھتے، آپ خود بنظر انصاف ملاحظہ فرمائیں کہ ان مجموعات سنن نے سنت رسول اور سنت خلفاء راشدین کو گم

کردیا ہے، یا باقی رکھا ہے۔ نماز ایسی چیز ہے جس کو ہر مسلمان عہد نبوی سے آج تک ہر چوبیس گھنٹے میں پانچ مرتبہ پڑھتا ہے، کوئی نہیں بتا سکتا کہ سنت نبوی و سنت خلفائے راشدین کے مطابق حنفیوں کی نماز ہے، یا مالکیوں کی شوافع کی؟ ہم اگر یہ تسلیم کریں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت کے بعد کچھ دنوں تک ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھی تھی۔ پھر کچھ دنوں بعد سینے پر ہاتھ باندھنے لگے۔ پھر ناف پر پھر زیر ناف مگر ناف سے متصل، تو یقیناً جس فعل سابق کو آپ نے ترک کردیا، وہ فعل سنت نہ رہا۔ بلکہ اس کا ترک ہی سنت ٹھہرا۔ آواخر عمر میں وفات تک جس طرح آپ نمازیں پڑھتے رہے، وہی طریقہ سنت قرار پائے گا۔ صلوا کما را یتمونی اُصلی کے حکم کے مطابق سارے صحابہ، اہل مدینہ اور مہاجرین و انصار اسی ایک طریقے سے نماز پڑھتے ہوں گے۔

اب اس سے بڑھ کر مجموعہ سنن کے غیر صریحی اور غیر واضح ہونے کا کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ نماز جیسی دین کی اہم ترین چیز کو بھی اُمت کا کوئی فرد صرف مجموعہ سنن کی بدولت سنت رسول اور سنت خلفاء راشدین کے مطابق نہیں پڑھ سکتا۔ مختصر یہ کہ سنت رسول اور مجموعہ سنن دو چیزیں ہیں۔ دونوں کے متعلق دو باتیں بیان کی گئی ہیں۔ دونوں ایک نہیں کہ تضاد سمجھا جائے۔ اور اس تضاد کو مٹانے کی فرمائش کی جائے۔

مولانا پوچھتے ہیں:۔ ”یہ مجموعہ سنن مقدار میں کچھ زیادہ نہ تھا۔ اس کا تاریخی اور عقلی ثبوت دیجئے۔ مگر وہ ثبوت ”مفروضات“ اور احتمالات“ پر مبنی نہ ہو“۔

سو عرض یہ ہے کہ عہد نبوی و عہد خلفاء راشدین میں تو کوئی مجموعہ سنن تھا ہی نہیں۔ سنت رسول ان کی ذات سے وابستہ دن رات ان کے عمل درآمد میں تھی۔ بعض اور باتیں جو صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتے تھے، اپنے دماغوں میں محفوظ رکھتے تھے۔ بعض دفعہ ایسے مقدمے پیش ہوتے، جن کے متعلق قرآن مجید میں مجمل حکم تھا تو خلفاء راشدین حاضرین صحابہ سے پوچھتے تھے کہ تم لوگوں کے علم میں ایسا ہی کوئی مقدمہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھی کبھی پیش ہوا تھا ۔ اگر پیش ہوا تھا تو آپ ص نے کیا فیصلہ کیا تھا ؟—

اگر ایسا فیصلہ بتایا جاتا' جو قرآن مجید کی آیت کے سیاق و سباق سے واضح مناسبت رکھتا' تو اسے قبول کرلیتے تھے۔ کبھی مزید تشفی کے لئے کوئی گواہ طلب کرتے تھے۔ اور اگر وہ مروی شدہ فیصلے کو قرآن مجید کے خلاف پاتے' تو اسے رد کردیتے تھے اور صاف کہہ دیتے تھے کہ لا نترک کتاب ربنا بقول اعرابی یبول علی عقبیہ ۔ کبھی یہ مروی شدہ فیصلہ یہ کہہ کر رد کردیا جاتا کہ لا نترک کتاب اللہ بقول امراۃ خثعمیہ" ۔ یعنی لوگوں کے حافظے میں جو مجموعہ سنن تھوڑا بہت تھا ۔ اس کے متعلق خلفائے راشدین کا عمل اس حدیث کے مطابق تھا کہ فما روی لکم حدیث عنی فاعرضوہ علی کتاب اللہ فما وافقہ فاقبلوہ و ما خالفہ فردوہ ۔ غرض ہر صحابی کے حافظہ میں ایسی تھوڑی سی باتیں تھیں اور وہی ان کا مجموعہ سنن تھا ۔ چنانچہ امام ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ کے مقدمے میں حضرت ابو بکر رض کے جمع کردہ جس مجموعہ سنن کا ذکر کیا ہے اور جسے حضرت ابو بکر رض نے بعد کو جلا ڈالا ، اس میں صرف پانچ ہی سو حدیثوں کے ہونے کا ذکر ہے ۔ حضرت علی رض نے جو کچھ ہدایات بقول راوی لکھ رکھی تھیں' وہ ایک ورق تھیں ۔ اور اسے وہ اپنی تلوار کے ساتھ اس کی کاٹھی میں رکھے ہوئے تھے ۔ ہمام بن منبہ کے ذریعہ حضرت ابو ہریرہ کے جس مجموعہ سنن کو پیش کیا گیا ہے، وہ بھی مختصر ہی ہے ۔ آخری دور میں امام مالک نے مؤطا میں اپنے مجموعہ سنن کو جو قلمبند فرمایا وہ دیکھ لیجئے ، اور صحاح ستہ کی کسی کتاب سے اس کا مقابلہ کرلیجئے۔ بخاری کی ایک جلد ہی مؤطا سے کہیں زیادہ سنن ہیں ۔ غرض ڈاکٹر صاحب نے قرن اول یعنی صحابہ' مہاجرین و انصار کے عہد میں مجموعہ سنن کے کچھ زیادہ نہ ہونے کا ذکر کیا ہے' جو واقعہ" بھی صحیح ہے اور عقلاً بھی صحیح ہے ۔ (باقی آئندہ)

وَلَوْلَآ إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُم مَّا يَكُونُ لَنَآ أَن نَّتَكَلَّمَ بِهَٰذَا سُبْحَٰنَكَ هَٰذَا بُهْتَٰنٌ عَظِيمٌ ﴿١٦﴾